



## سوال

(243) کیا بیٹی کا نکاح اس کی رضامندی کے بغیر نہیں کیا جاسکتا؟

## جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا باپ اپنی بیٹی کا نکاح اس کی رضامندی کے بغیر کر سکتا ہے۔ اگر نہیں تو کیوں؟

## الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

کسی باپ کو بیٹی کی رضامندی کے بغیر اس کا نکاح کرنے کی اجازت نہیں، اس سلسلے میں تین احادیث شریفہ ذیل میں ملاحظہ فرمائیے۔

1۔ امام بخاری اور امام مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(لا تنح الایم حتی تستأمر ولا تنح البکر حتی تستأذن)

”بیوہ کا نکاح اس کا حکم لے بغیر نہ کیا جائے اور دوشیزہ کا نکاح اس کی اجازت لے بغیر نہ کیا جائے۔“

انہوں (صحابہ) نے عرض کیا:

یا رسول اللہ، وکیف اذنتا؟

”اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اس (یعنی دوشیزہ) کی اجازت کیسے ہے؟“

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(ان تسکت) (بخاری، النکاح، لا ینح الاب وغیرہ۔۔ ح: 5136، مسلم، النکاح، ح: 1419)

”یہ کہ وہ خاموش رہے۔“



امام بخاری نے اس پر درج ذیل عنوان تحریر کیا ہے :

"باب لا ینسخ الاب وغیرہ البکر والثیب الابرضاہما"

"(اس بارے میں) باب کہ باپ یا کوئی اور (ولی) دوشیزہ یا بیوہ کا نکاح ان کی رضامندی کے بغیر نہ کرے۔"

امام نووی نے مسلم کی روایت پر درج ذیل عنوان تحریر کیا ہے :

"باب استیذان الثیب فی النکاح بالنطق والبکر بالسکوت"

"بیوہ سے نکاح میں بول کر اور دوشیزہ سے خاموش رہ کر اجازت لینے کے متعلق باب۔"

ب: امام بخاری نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(البکر تستأذن)

"دوشیزہ سے (اس کا نکاح کرنے کے لیے) اجازت طلب کی جائے گی۔"

میں نے عرض کیا:

ان البکر تسعی

"دوشیزہ تو شرماتی ہے۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(اذننا صما تہا) (بخاری، الحلیل، فی النکاح، ح: 6971، مسلم، النکاح، استیذان الثیب فی النکاح، والبکر بالسکوت، ح: 1420)

"اس کی اجازت اس کا سکوت ہے۔"

ج: حضرات امہ الوداؤد، ترمذی اور ابن حبان نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(تستأمر الیتیم فی نفسہا فان سکتت فواذنہا، وان ابست فلا جواز علیہا) (الوداؤد، النکاح، فی الاستسار، ح: 2092، ترمذی، النکاح، ماجاء فی اکراہ الیتیم علی التزوج، ح: 1115،

ابن حبان، النکاح، الولی، ح: 4097) الفاظ حدیث الوداؤد کے ہیں۔)

"یتیم بچی سے اس کی جان (یعنی اس کے نکاح) کے متعلق حکم طلب کیا جائے گا۔ پس اگر وہ خاموش رہے تو یہی اس کی طرف سے اجازت ہے اور اگر وہ انکار کر دے تو اس پر کوئی زبردستی نہیں۔"

(یتیم بچی سے مراد بالغہ دوشیزہ ہے، جس کا باپ اس کے سن بلوغت کو پہنچنے سے پہلے فوت ہو گیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی سابقہ حالت کے پیش اسے "یتیمہ"



کہا۔)

(ملاحظہ ہو: معالم السنن للامام الخطابی 202/3، وعون السعود 83/6، وتحفہ الاحوذی 204/4)

امام ابن حبان نے اس حدیث پر درج ذیل عنوان تحریر کیا ہے:

"ذکر الانخبار عما سبب علی الاولیاء من استئثار النساء اذا ارادوا عقد النکاح علیہن"

"عورتوں کے نکاح کا ارادہ کرتے وقت اولیاء (سرپرستوں) پر ان سے اجازت لینے کے وجوب کے متعلق احادیث کا ذکر۔"

(الاحسان فی تقریب ابن حبان 392/9)

## دو قابل توجہ باتیں

### 1۔ بیٹی سے کب اجازت لی جائے؟

عام طور پر تقریب نکاح کے موقع پر بیٹی کے والد یا ماموں وغیرہ اس سے اجازت طلب کرنے کی غرض سے جاتے ہیں۔ اگر اس سے پیشتر بیٹی سے اجازت لی جا چکی ہے تو شاید اس موقع پر طلب کردہ اجازت کی حیثیت ایک رسمی کارروائی سے زیادہ نہ ہوگی۔ لیکن اگر اس سے پیشتر اجازت نہ لی ہو تو یہ موقع اجازت طلب کرنے کے لیے مناسب نہیں، کیونکہ رشتہ کی ناپسندیدگی کی بنا پر اگر لڑکی اس وقت انکار کر دے تو یہ والد اور خاندان کے لیے بہت بڑی پریشانی کا موجب ہوگا اور اگر وہ اپنی ناپسندیدگی کے باوجود اظہار نہ کرے تو اس کا حق مجروح ہو گا۔

درست طریقہ یہ ہے کہ رشتہ طے کرنے سے پیشتر بیٹی سے اجازت لی جائے۔ اس کی طرف سے اجازت ملنے پر ہی معاملہ کو آگے بڑھایا جائے وگرنہ وہیں ختم کر دیا جائے۔

### 2۔ دوشیزہ کی خاموشی کا معنی اس کے لیے واضح کرنا

دوشیزہ کی خاموشی سے اس کی اجازت سمجھے جانے کے بارے میں علامہ قرطبی نے ایک خوبصورت بات تحریر کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں: ہمارے بعض علماء نے اس بات کو مستحب قرار دیا ہے کہ دوشیزہ کو بتلایا جائے، کہ اس کی خاموشی کو اس کی اجازت سمجھا جائے گا، تاکہ وہ صورت حال سے اچھی طرح آگاہ ہو جائے۔

ہمارے بعض شناسا فقہاء ایسے موقع پر دوشیزہ کو کہا کرتے تھے:

"اگر تم اس پر راضی ہو تو چپ رہو اور اگر ناپسند ہے تو پھر بولو۔" اور یہ یاد دہانی اچھی ہے۔

(المضم 118/4) (بیٹی کی شان و عظمت، از پروفیسر ڈاکٹر فضل الہی حفظہ اللہ)

هذا ما عندي والله اعلم بالصواب



نکاح کے مسائل، صفحہ: 529

محدث فتویٰ